رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۶۹

بشارت دی کہ اک بیٹا ہی تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

کرونگا دور اُس مہ سے اندھیرا — دکھاؤنگا کہ اِک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اِک دلکی غذا ہے — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا جوہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

بدر

نمبر ۳۷ — یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۲۰ء — جلد ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

اجحضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں۔ حضور نے موجودہ شورش پر ایک مفصل اور بسیط مضمون لکھا ہے جو کتابی صورت میں عنقریب شائع ہو کر رفاہِ عام کا موجب ہوگا۔

خاکسار ایڈیٹر فاروق گذشتہ ہفتہ ۱۴ ماہ حال کو لاہور ایک دینی خدمت کیلئے گیا تھا۔ اسلئے ۱۸ نومبر کا پرچہ شائع نہیں کر سکا۔ وہاں سے ۲۱ نومبر کو واپس آکر وہ پرچہ ۲۵ کو روانہ کر دیا تھا ۲۲ نومبر کا پرچہ بھی انشاء اللہ دو تین یوم بعد ارسال کیا جاتا ہے

سالانہ جلسہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں احباب کثرت سے شمول جلسہ کا تہیہ کر کے دارالامان آویں جلسہ کی تاریخیں ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر مقرر ہوئی ہیں

عبرت

مسخرا تھا اک نہایت بے ادب
اس نے اپنی جان پر ڈھایا غضب
جان کر اک روز منہ ٹیڑھا کیا
مسخری سے نام احمدؐ کا لیا
رہ گیا قدرت سے کج اس کا دہان
تب سُرعت مردک کو آئی ناگہاں
منفعل دوڑا گیا پیشِ حضور
عرض یوں کرنے لگا وہ پُرقصور
در پہ آیا ہوں میں تیرے مصطفےٰؐ
بخش دیجے سب مرے جرم و خطا
تجھ پہ ہیں علمِ خفا کے در کھلے
واسطے تیرے سما کے در کھلے
جو بھڑا تجھ سے ہوا فوراً فنا
سر جھکایا جس نے وہ گردن بنا
تھی حماقت وہ جو کچھ میں نے کہا
تھی جہالت وہ جو کچھ میں نے کیا
مجھ سے اے مولیٰ یہ نادانی ہوئی
رحم کیجے سخت شیطانی ہوئی
رحم کر اے رحمۃ اللعالمین
اب مرا تیرے سوا کوئی نہیں
مصطفےٰؐ کو رحم اس پر آگیا
بخش دی رحمت سے تائب کی خطا
نتیجہ
جب خدا چاہے تری پردہ دری
اُس کے پیاروں سے کرے تو مسخری
عیب پوشی اپنی گر منظور ہو
عیبیوں کے عیب بھی ڈھکتے رہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ مضمون صفحہ ۲ کالم اول

مت بحث کیا کرو۔ ہاں اگر آپ سے ہی ہوتیں تو پھر آپ کا حق ایسا ہی ہے جو غالب نہیں ہوا کرتا۔ پس وہ حق حق نہیں ہے۔ کیونکہ جو حق ہو وہ ہمیشہ غالب ہوا کرتا ہے۔

پھر ایک بات جو آپ کی علمیت پر دلالت کرتی ہے اور آپ کے بے بدل ہونیکا ثبوت ہے۔ وہ مندرجہ ذیل شعر ہے۔

نہ خنجر اٹھیگی نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اس شعر میں آپ نے ایک تو خنجر کو مؤنث قرار دیا ہے اور لکھا ہے "نہ خنجر اٹھیگی" حالانکہ خنجر کا لفظ اردو زبان میں مذکر استعمال ہوتا ہے "نہ خنجر اٹھیگا" لکھنا چاہئے تھا۔

دوسرے "ہمارے" کا لفظ شعر میں اپنی طرف سے داخل کرکے شعر کو وزن سے گرا دیا ہے۔ آپ نے ایک اپنے جیسے مولوی کی مشہور جانور کیطرح نقل کرنی چاہی ہے لیکن پوری نقل بھی نہیں کر سکے دیکھئے صحیح شعر اسطرح ہے۔

نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

پھر آپ کا لکھنا۔

"مگر یاد رہے کہ ہمارے مقابلہ پر نہ مرزا محمود صاحب آئینگے اور نہ جلال الدین مرزائی وغیرہ آئینگے۔

یہ بات تو صحیح ہے کہ جب تک آپ عقل کی باتیں نہ کریں گے اور سفہاء و حمقاء کا رویہ اختیار کرتے رہینگے تو اسوقت تک کونسا عقلمند ہوگا جو تمہارے ساتھ مناظرہ کیلئے نکلیگا۔ رہا تقرر ثالث کا مسئلہ تو اسکے متعلق ہم گیارہ دسمبر ۱۹۱۲ء کے الفضل میں مفصل بحث کر چکے ہیں۔ ان دلائل کا جو ہم نے عدم تقرر ثالث پر پیش کئے ہیں جواب باصواب دیدیں تو ہم ہر وقت مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ اور ہمارے پہلے مناظرہ کے چیلنج اور آپ کے چیلنجوں کے جواب آپ کے سامنے پیش ہیں۔ لیکن ہم بڑے وثوق اور یقین کامل سے کہتے ہیں کہ آپ میں تاب مقابلہ نہیں ہے کیونکہ آپ جانتے ہیں۔

ہر کہ بانو لاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

اب ہم چند اشعار میں مولوی صاحب کا حال تحریر کرتے ہیں۔

کیسا جلال دین نے نقشہ جما دیا
مٹی میں بو تراب کا خاکہ ملا دیا
سمجھا تھا خود کو شیر اگرچہ شغال تھا
اب احمدی نے بکری کا بچہ بنا دیا
دیکھو تو جا کے دوستو اب بو تراب کو
جسکا شعاع شمس نے پتلا جلا دیا
ہل من مبارزن کا جو نعرہ تھا مارتا
ہے پہلی ضرب نے ہی بھگوڑا بنا دیا
کھا کے وہ تین چوٹیں سسکتا رہا مگر
اب چوتھی ضرب نے اسے مردہ بنا دیا
گھر والے نعش کو کریں تیار جلد تر
سنت ادائگی کا ہے موقعہ دلا دیا

جلال الدین شمس مولوی فاضل

اطلاع تبلیغ رسالت کے جو مستقل خریدار ہیں اور انسے ایک یکروپیہ مشکی وصول ہو چکا ہے ان سب کے نام حسب دستور سابق جلد سوم بذریعہ وی پی قیمتی ایکروپیہ دو آنہ میں ارسال ہوگی اور فی وی پی ۲ر فیس رجسٹری کی صرف ہونگی۔ جو خاکسار اپنی گرہ سے دیگا۔ ایک آنہ محصول ڈاک اور ایک آنہ فیس منی آرڈر صرف ۲ر انسے لئے جاوینگے۔ اسلئے بجائے یہ کے ایکروپیہ دو آنہ بذریعہ وی پی وصول ہونگے جو صاحب وی پی واپس کرینگے انکو دوبارہ طلبی پر کل خرچ یعنی ۴ر ہر جانہ واپسی وی پی اور ۴ر بار دیگر کے وی پی کیواسطے جملہ ۸ر دینی ہونگے۔ اور جو روپیہ پیشگی جمع ہے اسمیں آخری جلد حسب وعدہ بلا وی پی بھیجی جائیگی۔

منیجر فاروق قادیان

خدا تعالیٰ کا شکر ہے

کہ محض اسکے فضل سے فاروق پریس جاری ہوا تو تبلیغ رسالت یعنی مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام (جسکی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں) کی تیسری جلد سے چھپنا شروع ہوا اور تیسری جلد چھپ گئی جو انشاء اللہ دسمبر ۱۹۱۲ء میں شائقین کی خدمت میں ارسال ہوگی۔ اور آئندہ لگاتار باقی جلدیں چھپتی رہینگی۔ ایسی دینی خدمت کے لئے فاروق پریس کے اجراء کا انتظام کیا گیا تھا۔ فاروق بھی بفضلہ تعالیٰ وقت پر چھپتا ہے رسالہ احمدی کے دو حصے پہلے شائع ہو چکے ہیں ایک کا نام "ملہم ثانی" تھا دوسرے کا "تجرحقیقت" باقی حصص پریس نہ ہونیکیوجہ سے نہ شائع ہو سکے۔ وہ بھی خدا کے فضل سے چھپ گئے ہیں۔ تیسرے حصہ کا نام "النبوۃ فی الوحی" ہے اور چوتھی کا النبوۃ فی الاحادیث" ہے یہ ہر دو حصے بھی دسمبر میں ہدیہ ناظرین ہونگے۔ اسکے علاوہ ایک عجائب چیز زیر طبع ہے جسکا نام "نور الہدیٰ" ہے یہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا وہ ناصحانہ پیغام ہے۔ جو حضور نے نوجوانان جماعت کے لئے نظم میں لکھا ہے یہ بطور قطعہ کے چھپ رہا ہے جسکو آئینہ میں لگا کر یا دیوار پر لٹکا کر ہر نوجوان اپنے پیش نظر رکھ سکے تاکہ اوسپر ہر آن کاربند رہے۔ اس نصیحت نامہ یا پیغام امام کو حسب منشاء حضور نہایت ہی اعلیٰ کاغذ پر اعلیٰ قسم کی اور چھپائی سے رنگدار طبع کیا ہے اور کئی رنگ کا چھاپا ہے۔ امید ہے کہ یہ پیغام لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو کر ہدایت عامہ کا باعث ہوگا۔ دسمبر میں ہی یہ شائع کر دیا جائیگا۔ خدا تعالیٰ خدمات دین کی اس خاکسار خادم سلسلہ کو بیش از بیش توفیق دے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان۔ مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۲۰ء

کلام الامام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

گذشتہ اشاعۃ سے آگے

اب ان تمام امور کو یک جا کر کے دانشمند غور کرے کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں کیا وہ اس قابل ہے کہ سرسری نگاہ سے اسے رد کر دیا جاوے؟ یا یہ کہ اسپر پورے غور اور فکر سے کام لیا جاوے جو کچھ ہمارا دعوے ہے کیا یہ صدی کے سر پر ہے یا نہیں؟ اگر ہم نہ آتے تب بھی ہر ایک عقلمند اور خدا ترس کو لازم تھا کہ وہ کسی آنیوالے کی تلاش کرتے کیونکہ صدی کا سر آگیا تھا۔ اور اب تو جبکہ بیس برس گذر بھی گئے اور بھی زیادہ فکر کی ضرورت تھی۔ سو جو وہ فساد اپنی جگہ پر پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔ کہ کوئی شخص اسکی اصلاح کے لئے آنا چاہیئے۔ علیٰ

نے وہ آزادی اور بیقیدی پھیلائی ہے جسکی کوئی حد ہی نہیں + اور مسلمانوں کے بچوں پر جو اس کا اثر ہوا ہے اُسے دیکھکر تو کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے بچے ہی نہیں ہیں۔ ساری باتو نکو چھوڑ دو۔ اس صلیبی فتنہ ہی کی اصلاح کے لئے جو شخص آئیگا اُسکا نام کیا رکھا جاویگا؟ یہ فتنہ بالطبع اپنی اصلاح کرنے والے کا نام کاسر الصلیب رکھتا ہے اور یہ مسیح موعود کا دوسرا نام ہے۔ قرآن اور حدیث نے مختلف طریقوں پر اس مضمون کو ادا کیا ہے۔ اور آنیوالے موعود کی بشارت دی ہے + اس کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کیونکہ جب انسان ناقص طور پر سمجھتا ہے گویا کچھ نہیں سمجھتا۔ لیکن جب کامل غور اور فکر کے بعد ایکبات کو سمجھ لیتا ہے پھر مشکل ہوتا ہے کہ کوئی اسے گمراہ کر سکے اس لئے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ اس سوال کو حل کرنیکی خوب فکر کریں یہ معمولی اور چھوٹی سی بات نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ ایمان کا معاملہ ہے جنت اور دوزخ کا سوال ہے میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ اللہ تعالےٰ کو جھوٹا ٹھیراتا ہے جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد دور سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے باوجود وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے انکی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا؟ جبکہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا۔ کہ موسوی سلسلہ کیطرح اس

محمدی سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کریگا مگر اُس نے معاذ اللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اور اسوقت کوئی خلیفہ اس اُمت میں نہیں؟ اور نہ صرف یہانتک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑیگا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ معاذ اللہ کیونکہ اس سلسلہ کی اتم مشابہت اور مماثلت کیلئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر ایک مسیح آتا اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑیگا جو اٰخرین منہم لما یلحقوا بہم میں ایک آنیوالے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جنکی تکذیب لازم آئیگی بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ الحمد سے لیکر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا پھر سوچو! کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے؟ میں از خود نہیں کہتا۔ خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا + اسکی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے انت منی وانا منک بیشک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور میرے اقرار سے خدا تعالیٰ کی تصدیق ہوتی اور اسکی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علیہ وسلم کی تکذیب ہے اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کیلئے جرأت کرے ذرا اپنے دلمیں سوچے اور اس سے فتوے طلب کرے کہ وہ کسکی تکذیب کرتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے؟ اسطرح پر کہ آپ نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ معاذ اللہ جھوٹا نکلا؟ اور پھر آپ نے جو اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ فرمایا تھا وہ بھی معاذ اللہ غلط ہوا ہے اور آپ نے جو صلیبی فتنہ کیوقت ایک مسیح و مہدی کے آنے کی بشارت دی تھی وہ بھی معاذ اللہ غلط نکلی کیونکہ فتنہ تو موجود ہو گیا۔ مگر وہ آنے والا امام نہ آیا۔ اب ان باتوں کو جب کوئی تسلیم کرے گا علی طور پر کیا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مکذب ٹھہرے گا یا نہیں؟ پس پھر میں کہو لکر کہتا ہوں کہ میری تکذیب آسان امر نہیں۔ مجھے کافر کہنے سے پہلے خود کافر بننا ہوگا مجھے بیدین اور گمراہ کہنے میں دیر ہوگی مگر پہلے اپنی گمراہی اور روسیاہی کو مان لینا پڑے گا۔ مجھے قرآن اور حدیث کو جھوٹا والا کہنے کیلئے پہلے خود قرآن اور حدیث کو جھوڑ دینا پڑے گا۔ اور پھر بھی وہی جھوٹا کا جھوٹا بین قرآن اور حدیث کا مصدق و مصداق ہوں میں گمراہ نہیں۔ بلکہ مہدی ہوں۔ میں کافر نہیں۔ بلکہ

انا اول المؤمنین

کا مصداق صحیح ہوں اور یہ جو کچھ میں کہتا ہوں خدا نے مجھپر ظاہر کیا کہ یہ صحیح ہے جسکو خدا پر یقین ہے جو قرآن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حق مانتا ہے اُس کے لئے یہی حجت کافی ہے کہ میرے منہ سے سُنکر خاموش ہو جائے لیکن جو دلیر اور بیباک ہے اُسکا کیا علاج! خدا خود اُسکو سمجھا ئیگا۔ بالی وارد

الحکم نمبر ۳ جلد ۷ - ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء

"نیا جامہ اور پرانا پیوند"

جب سے یورپ کے پادریوں نے ہند کے لوگوں کو مسیحی بنانے کا ٹھیکہ لیا ہے۔ اسیوقت سے مسلمانوں کو ورغلانے کیلئے مسیح کی الوہیت و فضلیت پر یہی دلیل پیش کرتے رہے ہیں۔ جو مفتاح الاسرار والے نے بالفاظ ذیل پیش کی تھی۔ کہ "قرآن کی سورہ تحریم میں لکھا ہے ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا۔ اور قرآن کی سورہ نساء میں ہے انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الیٰ مریم وروح منہ" آیات مذکورہ کی رو سے عیسیٰ مسیح کلمتہ اللہ اور روح اللہ ہے۔ تو البتہ الوہیت کے مرتبہ میں ہے۔ اس لئے کہ خدا کی روح کچھ خدا سے کمتر نہیں۔ لیکن بعض محمدی کہتے ہیں کہ قرآن کی ان آیات میں جو روح کا لفظ آیا ہے۔ وہ جبرئیل فرشتہ سے مراد ہے۔ پر یہ بات صرف عداوت کی ہے۔ کیونکہ منہ کے لفظ کی ضمیر جو دوسری آیت میں اور روحنا کے لفظ کی ضمیر متصل جو پہلی آیت میں لکھی ہے۔ صرف کے ضابطہ کے موافق نہ فرشتے کی بلکہ خدا کی طرف راجع ہے"۔ مفتاح الاسرار ہمارا خیال تھا۔ کہ اب جبکہ مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خلفائے اس دلیل کا ابطال بہمہ وجوہ بطریق احسن کر دیا ہے۔ تو مسیحی پادری اس پرانے پیوند کو نئے جامہ پر نہ لگائینگے مگر چند روز کا واقعہ ہے کہ ہمارے سامنے بالمشافہ اس دلیل کو دو چار پادریوں نے بڑے زور شور سے پیش کیا۔ اگرچہ ہم نے اس دلیل کا ابطال پورے طور سے وہیں ان کے روبرو کر دیا تھا۔ مگر اب پھر ایک دفعہ پورے زور سے اس دلیل کا ابطال ثابت کر کے مسیحیوں کا ہتی دست ہونا پبلک پر ثابت کر کے ان کا دیوالیہ ہونا دکھا دیتے ہیں +

پس واضح ہو کہ یہ دلیل پانچ وجہ سے غلط ہے۔

اول مسیحیوں کا یہ خیال کہ قرآن میں صرف مسیح کے لئے اس مقام پر لفظ روح کی نسبت خدا کی طرف ہے۔ بدفہمی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے دیگر مقامات میں اور دوں کے لئے بھی ایسی ہی نسبت آئی ہے۔ چنانچہ آدمؑ کے لئے سورہ سجدہ کی آیت نمبر ۹ میں ہے ثم سوہ ونفخ فیہ من روحہ۔ یعنی پھر اسکو برابر کیا اور پھونکی اسمیں اپنی روح میں سے"

دیکھئے۔ اس آیت میں روح کا لفظ طرف ضمیر غائب کی جو خدا کی طرف پھرتی ہے۔ مضاف ہے پھر سورہ حجر آیت نمبر ۲۹ اور سورہ ص آیت نمبر ۷۲ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین یعنی "پھر جب ٹھیک بنا چکوں اُسکو (آدمؑ کو) اور پھونک دوں اسکو اپنی روح میں سے تو تم اُسکے آگے سجدہ کرو"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظاہر ہے۔ کہ ہر دو مقامات مذکورہ میں روح کا لفظ بے متکلم کی طرف مضاف ہے۔ اور متکلم سے یہاں خدا مراد ہے۔ پس ان آیات میں تین جگہہ خدا نے آدم کی نفس ناطقہ کو اپنی روح کہا۔ اور روح اوحی کا اسپر اطلاق کیا۔ پس مسیحیوں کی دلیل کی رو سے آدم بھی قرآن کی رو سے خدا ثابت ہوئے اور یہ بات ایسی مردود ہے کہ اسکے پایہ کی مردود چیز کسی دوسرے انسان کی الوہیت ہی متصور ہو سکتی ہے۔ ہم راہ چلتے ہوئے ایک اور بات بھی تمکو سمجھا دیویں۔ کہ روح کے لفظ کی اضافت خدائی طرف کیوں ہے اسکے کئی وجوہات ہیں منجملہ ان کے بعض یہ ہیں۔

خدا تعالیٰ مخلوقات میں سے بعض مخلوق کو اسلئے اپنی طرف نسبت اور اضافت کر لیتا ہے کہ تا آدمی اس مخلوق کی عظمت پہچانیں۔ چنانچہ کعبہ کی نسبت ہے وعھدنا الی ابراھیم واسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین الخ۔ ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کو کہدیا کہ میرا گھر پاک رکھو طواف کرنے والوں کے لئے۔ ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اس جگہہ کعبہ کو اپنا گھر کہتا ہے۔ اور اس سے صرف کعبہ کی عظمت کا اظہار منظور ہے نہ کچھہ اور نہ یہ کہ کعبہ حقیقۃً خدا کا گھر ہو۔ اور خدا اسمیں رہتا سہتا ہو کیونکہ یہ تو بالاتفاق باطل ہے .....

.....

.... اسلام کی رد سے تو ظاہر ہے مگر مسیحیت کی رو سے بھی باطل ہے۔ چنانچہ یشعیاہ ۶۶ میں ہے خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔ کہ آسمان میرا تخت ہے اور زمین میرے پاؤں رکھنے کی چوکی۔ وہ گھر کہاں ہے کہ میرے واسطے بنایا چاہتے ہیں اور میری آرام گاہ کہاں ہے؟"

پھر قرآن کریم میں ایک دوسری جگہہ یوں آیا ہے وادخلی جنتی سورہ فجر آیت ۳۰ داخل ہو میری بہشت میں پس قول میں جنت کی اضافت خدا کیطرف ہے واضح ہو۔ کہ اس قسم کی اضافت عہد عتیق اور عہد جدید میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ چنانچہ متی ۲۱/۱۳ میں مسیح کا قول "لکھا ہے میرا گھر عبادت کا گھر کہلاویگا" اور صموئیل ۲ باب ۶ میں ہے "اور داؤد اپنے سارے لوگوں کو لیکر باعل یہوداہ سے چلا تا کہ خدا کے صندوق کو کہ جس کے پاس لشکروں کے جہواہ کا نام لیا جاتا ہے وہاں سے لاوے"۔ دیکھو خدا کا گھر اور خدا کا صندوق کیسی اضافت ہے۔

دوسری وجہ یہ کہ بعض اشیاء کی پیدائش عادت الہیہ کے خلاف ہوتی ہے۔ اور عجیب طور پر ہوتی ہے۔ اور خدا کو جب اس بات پر آگاہ کرنا منظور ہوتا ہے۔ تو اسکو اپنی طرف اضافت کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے ھذہ ناقۃ اللہ لکم ایۃ فذروھا۔ یعنی "یہ اونٹنی اللہ کی ہے تمکو نشانی۔ اور نیز اس قول میں فقال لھم رسول اللہ ناقۃ اللہ وسقیھا۔ پھر کہا اللہ کے رسول نے خبردار رہو اللہ کی اونٹنی

تیسری وجہ یہ کہ روح کے معنے پھونک کے بھی آتے ہیں۔ اور بعض مفسرین کے نزدیک مریم مقدسہ کو جبرئیل کی پھونک سے حمل رہگیا تھا۔ اور پھونک محض خدا کے حکم سے تھی۔ اس خیال کی رو سے مسیح پر روح کا اطلاق صحیح ہے۔

چوتھی وجہ یہ کہ روح کے معنے رحمت کے بھی ہیں اسلئے مسیح پر روح اللہ کا اطلاق بھی صحیح تھے۔ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کے لئے مسیح بھی تمام رسولوں کیطرح رحمت تھے

پانچویں وجہ یہ کہ پاکیزہ شے کو بھی عرب لوگ روح کہتے ہیں۔ اور چونکہ مسیح علیہ السلام پر یہود بے ایمان سخت گندے اتہام وبہتان باندھتے تھے۔ خدا نے اسے پاکیزہ فرما کر بوجہ احسن ابطال اتہام فرما دیا

چھٹی وجہ یہ کہ ایسی چیز کو بھی جو دین کے امور میں خلق کی بھلائی کا موجب ہو۔ عرب لوگ روح بولتے ہیں۔ اور اسی لحاظ سے قرآن پر روح کا اطلاق آیا ہے۔ چنانچہ سورہ شوریٰ آیت ۵۲ میں ہے۔

وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا

اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک روح یعنی قرآن اپنے حکم سے"

ساتویں وجہ یہ کہ انجیل کے محاورات کے مطابق ہر سچے واعظ پر روح اللہ اور روح الحق کا اطلاق صحیح ہے۔ چنانچہ یوحنا کا پہلا خط عام اس کے باب ۴ کی آیت نمبر ۱ میں ہے۔

"اے عزیزو ہر ایک روح کا اعتبار نہ کرو۔ بلکہ روحوں کو آزماؤ۔ کہ وہ خدا کیطرف سے ہیں۔ یا کہ نہیں۔ کیونکہ بہت سے جہوٹے نبی دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ خدا کی روح کو تم اسطرح پہچان سکتے ہو"

پھر اسی میں لکھا ہے۔ ہم خدا کے ہیں۔ جو خدا کو پہچانتا ہے۔ ہماری سنتا ہے اور جو خدا کا نہیں ہماری نہیں سنتا ہے۔ ہم اسی سے سچے واعظ اور مکار و غلط دینے والے واعظ کو پہچان لیتے ہیں"

ظاہر ہے کہ مذکورہ حوالہ کی رو سے روح اور واعظ اور اسی طرح روح اللہ اور روح خدا اور واعظ خدا کی طرف سے اور اسی طرح سے روح الحق اور روح راستی اور سچا واعظ ایک چیز ہیں۔ اور روح الضلالہ اور روح گمراہی اور جہوٹا واعظ ایک چیز ہیں پس ایسے لفظ سے جو قرآن میں مسیح کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بابت اور انجیل میں ہر صادق مبلغ کے لئے آیا ہو۔ اور از روئے قرآن مسیح بھی سچے واعظ من جانب اللہ ہوں۔ مسیح کے لئے آیا ہو کیونکر مسیح کی الوہیت یا فضیلت ثابت ہوگئی

اٹھویں وجہ یہ کہ انجیل اور کتب عہد عتیق کے مطابق روح اللہ اور روح خدا بمعنے قدرت خدا کی مستعمل ہے چنانچہ متی ۱۲/۲۸ میں مسیح کا قول ہے "لیکن اگر میں خدا کی روح سے دیوؤں کو دور کرتا ہوں تو خدا کی بادشاہت البتہ تم تک آپہنچی ہے" عربی ترجمہ میں ہے "قال کنت بروح اللہ اخرج الشیاطین۔ اور اس آیت میں روح اللہ بمعنی خدا کی قدرت ہے۔ چنانچہ اسکی متوازی آیت لوقا ۱۱/۲۰ میں یوں ہے "پر اگر میں خدا کی قدرت سے دیوؤں کو نکالتا ہوں"

اور ایوب میں ہے ۳۳/۴ اسکی روح سے آسمان خوشنما ہے اور القضاۃ ۱۴/۶ میں ہے اسیوقت یہوداہ کی روح شمسون میں آئی اور اس نے اسے یوں پھاڑا جیسے بکری کے بچے کو پھاڑتے ہیں" محولہ مقامات میں روح اللہ سے مراد قدرت اللہ ہے۔ اور مسیح بھی چونکہ بن باپ پیدا ہوئے تھے۔ اور خدا کی قدرت سے ہوئے تھے لہذا یہود نابکار کو اگر خاموش کرانے کے لئے روح اللہ کا لفظ ان کے لئے آیا ہو تو کیا مضائقہ اور اسمیں الوہیت مسیح کا کیا دخل ہے۔

وجہ نہم۔ یہ کہ ایسے نفس ناطقہ پر کہ اسکو ادراک حاصل ہو اور مصدر حسنات اور امور غریبہ کا ہو۔ عہد عتیق کی کتب کے مطابق اطلاق روح اللہ اور اسکی مثل صحیح ہے۔ چنانچہ پیدائش ۴۱/۳۸ میں شاہ مصر کا قول یوسف کے حق میں یوں ہے۔

"اور فرعون نے اپنے نوکروں کو کہا کیا تم ایسا جیسا یہ مرد ہے کہ جسمیں خدا کی روح ہے پا سکتے ہو" اور ہاب کتاب دانی ایل میں یوں ہے۔ (دانی ایل میں مقدس اللہ کی روح ہے" ۵/۱۱ دانی ایل "تیری مملکت میں ایک ایسا شخص ہے جس میں مقدس اللہ کی روح ہے۔

اور اس روح کے بالمقابل روح زنا اور اسکی مانند مستعمل ہے۔ دیکھو حوالجات ذیل ہوسیع ۴/۱۲ میں ہے۔ حرامکاری کے روح نے انہیں گمراہ کیا ہے" اور زیل کا خط ۱۹/۱ "چنانچہ لکھا ہے۔ کہ خدا نے انہیں آج کے دن تک بدمستی کی روح دی ہے"

اور بھی دیکھو یسعیا ۲۹/۱۰

دسویں وجہ یہ کہ جو مطلق روح کو تجرد اور اصل خلقت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ایک طرح کی مناسبت ہے تو اس لحاظ سے مطلق روح کی بھی اضافت اللہ کی طرف صحیح ہے۔ چنانچہ خرقی ایل ۳۷/۱۴ میں خدا کا قول ان نبیوں النانوں کے خطاب میں جن کو خرقی ایل نے معجزہ سے زندہ کیا تھا۔ یوں منقول ہے۔ ترجمہ فارسیہ "روح خود را در شما خواہم نہاد۔ ترجمہ فارسیہ ۱۸۴۵ء میں یوں ہے روح خود را در جوف شما خواہم نہاد۔ اور ترجمہ عربی میں ہے فاعطی فیکم روحی اور اردو ترجمہ میں ہے "اور جب میں اپنی روح تم میں رکھونگا" پس اب مسیحیوں کو چاہئے۔ کہ جب تم نے قرآن کی عبارت سے (بخیال خویش) الوہیت مسیح ثابت کی جو جا بجا مسیح کی الوہیت کے اعتقاد پر ملامت کرتا ہے۔ تو چاہئے کہ آدم کو بھی خدا کہو۔ اور جبرئیل کو بھی کیونکہ جبرئیل کے لئے آیا ہے کہ "فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا۔

سورہ مریم آیت ۱۸

اس چھوٹے سے مضمون میں ہم یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ روح کا لفظ عہد عتیق و عہد جدید کی کتب کے اندر بہت معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ اور اکثر جگہہ انہی معانی مختلفہ کے اعتبار سے خدا کیطرف بھی مضاف ہے ملاحظہ ہوں ذیل کے حوالجات۔

اوّل۔ ہوا کے معنی میں۔ پیدائش ۱/۲ اسی لئے بعض مترجمین یوں ترجمہ کرتے ہیں "تب پانیوں کی سطح پر خدا کی روح نے پر پھیلائے۔ یاد رہے کہ لفظ عربی جس کا ترجمہ یہاں ہوا ہے۔ خروج ۱۰/۱۹، ۱۳/۱۹ آیات میں بھی یہی لفظ آیا ہے۔ جس کا ترجمہ بالاتفاق عام مترجمین و مفسرین نے ہوا یا ریح ہی کیا ہے۔

دوئم۔ سانس اور دم کے معنی میں پیدائش ۷/۲ ہر ایک جسم کو جس میں حیات کی روح ہے یا ہر ایک جسم کو جس میں زندگی کا دم ہے"

سوئم۔ مطلق نفس ناطقہ انسانی کے معنی میں واعظ ۱۲/۷ "اور روح خدا کے پاس پھر جائے جس نے اسے دیا" اور خرقی ایل ۳۷/۱۴ میں انہی معانی کی رو سے خدا کی طرف مضاف ہے۔

چہارم۔ ایسے نفس ناطقہ انسانی کے معنی میں جو بڑا ہی ادراک والا اور امور غریبہ اور حسنہ کا مصدر ہو۔ اور تشریح اسکی وجہ نہم میں دیکھو۔

پنجم۔ فیضان الٰہی یا وحی کے معنی میں۔ چنانچہ گنتی ۱۱/۲۵، ۱۷ "تو میں وہاں اتروں گا اور تیرے ساتھ باتیں کرونگا اور میں اس روح میں جو تجھ میں ہے کچھ لے لونگا۔ اور ان (ستر بزرگوں) میں ڈالوں گا ۲۵۔ تب ہوا بدلی میں ہو کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسپر اترا۔ اور اس سے بولا۔ اور اس روح میں سے جو اسمیں تھی۔ کچھ لیکر ان ستر بزرگ شخص کو دی۔ چنانچہ جب روح نے انمیں قرار پکڑا تو وہ غیب کی خبریں دینے لگے۔ اور بعد اسکے پھر نہ دی" اور سیموئیل ۲ ۲۳/۲ میں ہے "خدا کی روح مجھ (داؤد) میں بولی۔ اور اس کا سخن میری زبان پر تھا" اور تواریخ ۲ ۲۰/۱۴ میں ہے "اسپر خداوند کی روح جماعت کے بیچ میں اتری۔ انپر مرقس ۱۲/۳ میں ہے "اور خداوند کی روح مجھ پر پڑی۔ اور مجھے کہا کہ کہہ خداوند یوں کہتا ہے"۔ اور اعمال باب ۵ میں ہے "جب شمعون نے دیکھا کہ رسولوں کے ہاتھ رکھنے سے روح القدس بخشی جاتی ہے۔ تو ان کے لئے مال لا کے کہا ۲ تب پطرس نے اس سے کہا۔ تیرا مال تیرے ساتھ برباد ہو۔ کہ تو نے گمان کیا۔ کہ خدا کی بخشش دولت سے مول لی جاتی ہے اور اسیطرح اعمال ۱۱/۱۷ میں روح القدس کو خدا کی بخشش کہا ہے مذکورہ مقامات میں فیضان الٰہی یا وحی مراد ہے۔

ششم مقصد یا ارادے کے معنے میں یسعیاہ ۱۳/۴۰ "کس نے خداوند کی روح کو تربیت کیا ہے۔ یا اس کا مشیر ہو کر تعلیم کیا" نیز یسعیاہ ۱۹/۳ اور جب روح کا لفظ خدا کیطرف مضاف ہوتا ہے تو غالباً اس سے پانچویں یا چھٹے معنے مراد ہوا کرتے ہیں۔

ہفتم۔ قدرت کے معنے میں اور تشریح اسکی وجہ آٹھویں میں مفصل لکھی گئی ہے۔

ہشتم۔ مرضی کے معنے میں۔ زکریا ۶/۴ "خداوند کا کلام ہے کہ نہ جبر سے اور نہ زور سے بلکہ میری روح سے" اور خروج ۳۱/۳۵ "اور میں نے روح القدس سے بھر دیا کہ وہ حکمت اور فہمید اور علم ہر کام کا ہے۔ خوب بتانے کیلئے" اور نیز ۳۵/۳۱ میں ہے "اور اس نے (خدا نے) اسے دانش اور فہم اور فراست اور سب نوع کی صنعتوں پر اپنی روح سے معمور کیا" اور بھی دیکھو قاضیون ۳/۱۰ و ۶/۱۴ و سلاطین ۲ ۲/۱۶ تواریخ ۱ ۱۲/۱۸ امثال ۱/۲۳ ولیعاہ ۴۲/۱۹ وغیرہ۔

نہم۔ نیک شخص کے معنے میں انجیل یوحنا ۳/۴

دہم واعظ کے معنے میں۔ یوحنا کا خط ۱ باب ۴

یازدہم خدا کے معنے میں کرنتھیون ۱ ۲/۱۱ "خدا کی روح کے سوائے خدا کے بھید کو کوئی نہیں جانتا"

دوازدہم۔ حکم کے معنے میں۔ زبور ۳۳/۶ "یہواہ کے کہنے سے آسمان بنے اور ان کے سارے لشکر اس کے منہ کی دم سے"

معلوم ہو گیا کہ قرآن کریم کے علاوہ خود کتب عہد عتیق و عہد جدید میں روح اللہ یا خدا کی روح مختلف معانی میں مستعمل ہے پھر ان سے الوہیت مسیح کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔

یہانتک تو ہم نے الفاظ روح اللہ خدا کی روح پر بحث کی اب کلمہ یا کلمۃ اللہ کے متعلق مفصل لکھتے ہیں۔ انشاء اللہ

از عبد الخالق

اطلاع آخری۔ آپ صاحبان نے باوجود دو مہینے سے متواتر لکھنے کے کہ وی پی میں پرچہ بھیجو ہنوز چندہ سہ ماہی، رواں کا نہیں بھیجا۔ پرواہ نہ کی اب مجبور ہو کر وی پی ارسال کرینگے۔

منیجر۔ قادیان۔ گورداسپور

تین اعتراضوں کا جواب

ایک معترض صاحب نے سوال کیا ہے کہ تمہارے نزدیک قرآن کریم کامل ہدایت ہے یا نہیں۔ اگر وہ کامل ہدایت ہے تو پھر اسکی موجودگی میں کسی دوسری وحی کی خواہ وہ اس کامل وحی کی تابع ہی کیوں نہ ہو کوئی ضرورت نہیں۔ اس لئے غیر ضروری وحی کا دعویدار اس قابل نہیں کہ اس کی طرف کچھ توجہ کیجاوے۔ اور یہ کہ نبی اپنے دعوے کے ثبوت میں اپنے الہامات بطور حجت پیش نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسکو وہ وسائل اور برہان پیش کرنے لازمی ہیں۔ جنکی شارع نے اجازت دی ہو اول تو معترض صاحب کے سوال میں ہی تناقض پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو وہ قرآن کریم کو کامل ہدایت مانکر اس کے بعد کسی دوسری وحی کو اور اسکے مدعی کو غیر ضروری قرار دے رہے ہیں اور باوجود اسکے پھر آنیوالے ابن مریم کا خیال بھی انکے لاحق حال ہے۔ جبکہ بمطابق حدیث نواس بن سمعان جو صحیح مسلم میں درج ہے وحی بھی ہوگی اور نزول جبرائیل بھی ہوگا۔ اگر معترض صاحب مسیح ابن مریم کے آمد کے قائل ہیں جیسے کہ ان کے سوال سے ثابت ہوتا ہے تو پھر انکا سوال انکے اپنے معتقدات کے خلاف ہے اور ان کے اس عقیدہ کی تائید انکے مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی ہوتی ہے۔

"نبی اپنے دعوے کے اثبات کیلئے اپنے الہامات کو بطور حجت پیش نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسکو وہ وسائل اور برہان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیش کرنے چاہئیں۔ جنکی شارع نے اجازت دی ہو گویا معترض صاحب یہ بھی مانتے ہیں کہ نبی شارع بھی ہوتا ہے اور غیر شارع بھی اسلئے انکے نزدیک آنے والے ابن مریم بھی اپنے دعوے کے ثبوت میں اپنی وحی کو پیش نہیں کر سکتے جب کامل ہدایت کے بعد انکے نزدیک کسی دوسری وحی یا صاحب وحی کی ضرورت ہی نہیں۔ گو وہ بروزی طور پر ہی کیوں نہ ہو۔ تو پھر یہ سوال ہی بے فائدہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے دعوے کے ثبوت میں اپنے الہامات کو پیش کرتے ہیں یا نہیں یا ان کے خیال کے مطابق آنیوالے ابن مریم اپنے دعوے کے ثبوت میں اپنی وحی کو پیش کرینگے۔ یا نہیں۔ گویا خلاصہ تناقض کا یہ ہے۔ کہ معترض صاحب کے نزدیک قرآن کریم کے کامل ہدایت ہونے کیوجہ سے کسی دوسری وحی یا صاحب وحی کی ضرورت نہیں ورنہ قرآن نامکمل ٹھہرتا ہے حالانکہ ارشاد الٰہی الیوم اکملت لکم دینکم موجود ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب ہوں یا کوئی اور مدعی خواہ وہ آنیوالے مسیح ابن مریم ہی ہوں اپنی وحی کو بطور حجت پیش نہیں کر سکتے جسکا یہ مطلب ہے کہ گویا قرآن نامکمل ہدایت ہو سکتا ہے۔ جسکے باعث کسی دوسری وحی یا صاحب وحی کی ضرورت ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں شارع نبی کے جائز کردہ دلائل اور براہین کو پیش کرے پس میں معترض صاحب کے سوال کے دونوں پہلوؤں کو لیکر جواب دونگا۔ تا جسطرف بھی انکی طبیعت کا رجحان ہو اسکا جواب انکو مل جائے۔

اول اگر معترض صاحب کے نزدیک چونکہ قرآن کریم کامل ہدایت ہے اسلئے اب کسی مدعی نبوت کی ضرورت نہیں تو میں کہتا ہوں یہ خیال انکا صحیح نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں تورات کے متعلق آیا ہے۔ ثم اٰتینا موسیٰ الکتاب تماما مع الذی احسن وتفصیلا لکل شیء وبعدی حمنہ لقوم یؤمنون کہ موسیٰ کو ہمنے کامل اور مفصل کتاب دی جو کہ تمام خوبیوں پر حاوی تھی اور مؤمنوں کے لئے ہدایت اور رحمت تھی مگر باوجود اسکے خدا تعالےٰ فرماتا ہے وقفینا من بعدہ بالرسل اور ثم ارسلنا رسلنا تترا کہ موسیٰؑ کے بعد ہم نے پے در پے رسول بھیجے۔ موسیٰؑ کی شریعت قوم بنی اسرائیل کے لئے کامل اور اتم تھی نہ قرآن کریم کیطرح تمام دنیا کیلئے کامل اور اتم مگر موسیٰؑ کے بعد جو نبی آئے وہ بھی تو اسی دائرہ کے اندر ہی آئے پس اگر ایک قوم کو کامل ہدایت ملجانے کے باوجود اس قوم میں نبی ہو سکتا ہے تو تمام دنیا کو ایک کامل ہدایت کے ملجانے سے انمیں کیوں نبی نہیں ہو سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ جسقدر کہ شریعت اور قوانین کا واضع انکا مفہوم اور مطلب سمجھ سکتا ہے یا وہ جسکو وہ خود سمجھا دے اور پڑھا دے دوسرے کا ذہن وہاں تک نہیں پہنچ سکتا اور یہ بات ہم دنیا کے شرفاء عقلاء اور بلغاء میں اکثر مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ انکی بات زیادہ غور طلب ہوتی ہے اور اپنے اندر اسرار رکھتی ہے پس جنکو انکی محبت زیادہ رہتی ہے وہ انکی طرز کلام سے واقف ہونیکے باعث بہت حد تک انکی بات کی تہ کو پا لیتے ہیں۔ یا مصلحت وقت کے ماتحت اپنے کلام کے مفہوم انہیں خود بتلا کر واقف کر دیتے ہیں۔ پس تصنیف المصنف نیکو کند بیان کلام الٰہی کو خدا ہی سب سے بہتر سمجھتا ہے۔ یا وہ شخص جو لا یمسہ الا المطہرون اور الرحمٰن علم القرآن اور واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ کے مطابق اپنے آپ کو مطہر اور متقی بنا کر خدا تعالیٰ سے کلام الٰہی کو علم حاصل کرتا ہے پس محض کامل کتاب کافی نہیں ہوتی جبتک کہ کوئی کامل انسان ہونیکا جو نبی ہوتا ہے اور جس سے بڑھکر کوئی متقی اور مطہر نہیں ہو سکتا۔ مرتبہ حاصل کر کے خدا تعالیٰ سے اس کے کلام کا علم حاصل نہ کرے یہی وجہ ہے کہ زمانہ نبوی کے بعد کے باعث علماء میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ اور امت گروہ در گروہ ہو جاتی ہے کیونکہ علماء کے پاس حسب استعداد ذہن ہی ذہن ہوتا ہے اور نبی کو کمال ذہانت کے علاوہ خدا تعالےٰ کے تقیینی مکالمہ و مخاطبہ کا بھی شرف حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے وہ خدا تعالیٰ کے کلام کا علم خدا تعالیٰ سے ہی پاتا ہے۔ اسلئے اسکی اتباع ضروری ہوتی ہے۔ کیونکہ کثرت اختلاف، کلام الٰہی کے بھول جانے کا نتیجہ ہے جیسا کہ یہود کے متعلق آتا ہے فنسوا حظا مما ذکروا بہ فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء پس اس ضرورت کے ماتحت کلام الٰہی کے اسرار اور اسکا مفہوم نبی اسرائیل پر ظاہر کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے موسیٰؑ کے بعد پے در پے نبی بھیجے پس اگر امت محمدیہ میں خدا تعالیٰ کے کلام کا علم پانے اور سکھانے کیلئے علماء کافی ہوتے تو انمیں اختلاف نہ ہوتا اور نہ ان کی وجہ سے اسقدر فرقہ بندی ہوتی پس قرآن کے کامل ہدایت ہونیکے باوجود امت محمدیہ میں نبی کی ضرورت ہے فرق یہ ہے کہ موسیٰؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی امت اپنی روحانیت کے سخت ناقص ہو نیکیوجہ سے اس بات کی محتاج تھی کہ پھر زمانہ میں کوئی نہ کوئی نبی انمیں موجود رہے۔ کیونکہ موسیٰؑ کی امت کا ذکر تو انمیں آتا ہے کہ جسوقت وہ صحیح سالم دریا سے پار ہوگئے اور فرعون انکے سامنے ہلاک ہوگیا۔ تو موسیٰؑ سے وہ درخواست کرتے ہیں۔ یٰموسیٰ اجعل لنا الٰھا کما لھم الٰھۃ کہ موسیٰ اس قوم کے پاس تو بہت سے بت ہیں ہمیں پوجا کے لئے صرف ایک ہی بت بنا دو۔ جب نبی کی موجودگی میں انکی روحانی حالت ایسی تھی تو نبی کی غیر موجودگی میں تو زیادہ ابتر ہو سکتی تھی ادھر موسیٰ طور پر گئے تو بچھڑو کو معبود بنا بیٹھے۔ لیکن امت محمدیہ کو بباعث افضل ہونے کے تیرہ سو برس کے بعد نبی کی ضرورت ہوئی جبکہ انمیں کثرت سے اختلاف اور فرقہ بندی ہوگئی۔ پس خدا تعالےٰ نے قرآن کی لفظی حفاظت کے لئے حفاظ اور معنوی حفاظت کیلئے امت محمدیہ میں مجددین اور انبیاء کا سلسلہ قائم کیا ہے پس کلام الٰہی کا یقینی علم پانے کے لئے نبی کی ضرورت ہے کیونکہ اس سے بڑھکر کوئی مطہر اور متقی نہیں ہو سکتا اور وہ فقد لبثت فیکم عمراً کہکر بڑے دعوے سے اپنی تطہیر کو پیش کرتے ہیں کیونکہ جس طرح دنیا کے بادشاہ اعلیٰ افسر ادنیٰ سے زیادہ ہمکلام ہوتے ہیں۔ اسیطرح خدا تعالیٰ بھی انبیاء کو زیادہ ہمکلامی کا شرف بخشتا ہے تب انکے ذریعے عوام الناس تک بات پہنچائی جاتی ہے۔ جیسا کہ نبی کا کام خدا تعالےٰ نے بتلایا ہے یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم تا انکو بھی جسب تزکیہ نفس کلام الٰہی کا علم اور فہم حاصل ہو۔ اور آنحضرتؐ نے حدیث میں فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن دنیا سے اٹھ جائیگا۔ یعنی اسکا علم نہیں رہیگا۔ اور دوسری حدیث میں یہ شہادت بھی دی کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائیگا۔ تو ایک فارسی الاصل قوم کا زمیندار وہاں سے اتار لائیگا۔ یعنی خدا سے براہ راست اسکو علم حاصل ہوگا۔ پھر نبی کی ضرورت اس لئے بھی ہوتی ہے کہ تا معلوم ہو کہ مختلف فرقوں میں سے ظاہرین علی الحق کون فرقہ ہے سو وہ وہی ہوتا ہے جو اس مامور یا مجدد کی پیروی کرتا ہے۔ جو کہ اس کے زمانہ میں آیا ہو اس زمانہ میں اسلام کے فرقوں میں سے جو حق پر ہے۔ وہ جماعت احمدیہ ہے کیونکہ اس نے وقت کے امام کو مانا اور شناخت کیا۔ کیونکہ جسکو خدا تعالیٰ کا یقین مکالمہ حاصل ہو وہ ضرور خدا کا محبوب ہے اور اسکے تابعین بھی۔ پھر نبی کی ضرورت اس لئے بھی ہوتی ہے تا مختلف فرقوں سعید روحوں کو نکالکر ایک مرکز پر جمع کیا جائے اور ان کا اختلاف دور کرکے ان میں وحدت قائم کیجائے۔ جیسے دوسرے پارے میں نبیوں کی غرض بتلائی ہے لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ پھر سب سے بڑا کام جو توحید ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات کا کامل یقین ہے وہ نبی کے ذریعے ہی حاصل ہوتا ہے کیونکہ کثرت اختلاف کیوجہ سے لوگ مذہب کو ایک بکھیڑا سمجھ لیتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی عزت اور عظمت ان کے دلوں سے اٹھ جاتی اور اسباب پرستی پر گر جاتے ہیں۔ تب خدا تعالےٰ اپنے نبی کے ذریعے اپنی زبردست قدرتوں کا اظہار کرکے اپنی ذات کا یقینی ثبوت دیتا ہے اور وہ وہ پیشینگوئیاں ہوتی ہیں کہ جو زبردست غیب پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اور قوموں کی ترقی اور قوموں کی تباہی اور بربادی کی انمیں خبریں ہوتی ہے تب وہ واقعات لوگوں کے دلوں کو ہلا دیتے ہیں اور خوف خدا ان کے دلمیں پیدا ہوتا ہے اور نئے سرے سے خدا اور اس کی کلام کی عظمت انکے دلونمیں پیدا ہوتی ہے۔ اور عمل کیلئے وہ تیار اور مستعد ہو جاتے ہیں۔ صرف شریعت کیا کرسکتی ہے جب تک کہ دلمیں ایمان اور خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین نہو۔

پھر مسلمانوں کا اختلاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ قرآن بھلا چکے ہیں۔ اس لئے قرآن کا یقینی علم دینے والے اور تزکیہ نفس کرنیوالے کی ضرورت ہے۔

پھر اس امر کے ثابت کرنے کیلئے کہ اسلام کے تمام فرقونمیں سے کونسا فرقہ خدا تعالیٰ کا منظور شدہ ہے ایک صاحب وحی یقینی کی ضرورت تھی۔

پھر اس اختلاف کے زمانہ میں نئے سرے سے مذہبی وحدت کے قیام کی ضرورت تھی۔ جسکے لئے انبیاء کا وجود مقرر کیا گیا ہے۔

پھر اس بدمذہبی کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی ذات کا یقین دلانے کے لئے بھی نبی کی ضرورت تھی۔ اور اسکی ذات کا یقین اسکے مکالمہ اور مخاطبہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ پس معترض صاحب کا یہ خیال صحیح نہیں کہ کامل ہدایت کے بعد کسی وحی یا صاحب وحی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ کامل ہدایت کا ہی تو یہ کمال ہے کہ وہ انسان کو اس معراج پر پہنچا دیتی ہے

کہ خدائے علام الغیوب اسکو یقینی مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل کرا دیتا ہے اور یہ صرف نبی کریم کی تعلیم کی ہی خصوصیت ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصلحین کہ خدا اور آنحضرت کی اطاعت سے انسان ان مقامات کو حاصل کر سکتا ہے۔ جنکو پہلے منعمین نے حاصل کیا اور وہ نبی ہیں۔ صدیق ہیں شہید ہیں صالحین ہیں۔ پس نبی کریم کی اطاعت انسانکو نبی صدیق شہید اور صالح بنا سکتی ہے۔ اور اگر نبی نہیں بنسکتا تو پھر صدیق شہید بلکہ صالح بھی نہیں بنسکتا اس لئے خدا تعالےٰ نے نبوت کیساتھ یہانپر دوسرے مدارج کا ذکر بھی کر دیا تا نبوت کے منکر کا منہ بند ہو جائے۔

اور اگر معترض صاحب کا یہ منشاء ہے کہ نبی تو ہو سکتا ہے مگر وہ اپنے الہام کو اپنے دعوے کیلئے بطور حجت پیش نہیں کر سکتا بلکہ وہ ان کے وسائل اور براہین کو پیش کر سکتا ہے جنکی شارع نے اجازت دی ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ جو انبیاء پر وحی نازل کرتا ہے اسمیں صرف دعوے ہی دعوے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس مدعی کو اور دوسرے لوگوں کو اس کے دعوے کے متعلق یقین بخشنے کیلئے کہ واقعہ میں وہ شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے اور اپنے دعوے میں سچا ہے۔ اسکی وحی میں بینات اور براہین بھی ہوتی ہیں۔ جسکی بناء پر وہ بڑے زور سے کہتے ہیں۔ ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی جسطرح نبی کریم کو بطور دعوے ایک طرف تو یہ حکم ہوتا ہے۔ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

اور دوسری طرف ان کے منجانب اللہ ہونیکی یہ دلیل دی کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز کہ یہ بات لازمی ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوتے ہیں۔ جس سے اسبات کا ثبوت ملتا ہے کہ خدا ہی قوی اور غالب ہے۔ کہ جس کی وہ بیخ کنی کرنا چاہے وہ کتنی ہی کمزور حالت میں ہوگا کامیاب اور بامراد ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا واللہ یعصمک من الناس کہ لوگ تو تجھے ہلاک کرنا چاہینگے مگر خدا تعالےٰ تجھے محفوظ رکھیگا۔ یہی بات مرزا صاحب نے بھی اپنی سچائی کے ثبوت میں پیش کی ہے۔ یعنی جسطرح انہوں نے خدا تعالیٰ کی وحی کے مطابق اپنا دعویٰ پیش کیا ہے۔ اسیطرح یہ وحی الٰہی بھی بار بار پیش کی ہے۔ واللہ یعصمک من الناس ولولم یعصمک الناس پس جو بات نبی کریم کی سچائی کی دلیل ہو سکتی ہے وہ مرزا صاحب کی سچائی کی دلیل کیوں نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک لمبا مضمون ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں۔

معترض صاحب کا ایک یہ بھی سوال ہے کہ مرزا صاحب نے عرصہ تک اپنے الہامات کو بھی نہ سمجھا۔ ورنہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق کی تفسیر اور تفصیل براہین کے زمانہ میں کیوں نہیں کی بعد میں کیوں کی ہے اور لفظ توفی کے معنے شروع سے ہی آپ پر کیوں نہیں کھولے گئے بعد میں کیوں کھولے گئے ہیں۔

اسکا جواب یہ ہے کہ انسان چاہے وہ نبی ہی ہو وہ عالم الغیب نہیں ہوتا۔ خدا تعالےٰ سے علم پانیکا محتاج ہوتا ہے۔ نبی کریم کو حکم ہوتا ہے قل رب زدنی علماً پس خدا تعالےٰ جسکو چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے اپنے کلام کا علم دیتا اور اسکا راز کھولتا ہے میں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے جو حضرت نوحؑ کو بمعہ انکے اہل کے بچانیکا وعدہ دیا تھا۔ جسمیں کہ وہ اپنے بیٹے کو بھی سمجھتے رہے جب غرق ہونے لگا تو کہا رب ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق تو خدا تعالےٰ نے ان کو انکے بیٹے کے غرق ہونے کے وقت کیوں کہا کہ یہ تیرے اہل سے نہیں ہے وعدے کے وقت ہی کیوں نہ بتلا دیا۔

نبی کریمؐ کو سورہ فتح کے نزول کے وقت یہ کیوں نہ فرما دیا کہ امسال قصد عمرہ نہ کرنا کہ ناکامی تکلیف اور مشقت ہوگی۔ پس نبی کو بھی جبتک خدا تعالےٰ خود پورا پورا علم نہ دے ہو سکتا ہے کہ اس کو کسی وحی یا الہام کا صحیح مطلب معلوم نہ ہو جیسا تو نبی کریم کو بھی حکم ہوا رب زدنی علماً۔

حافظ جمال احمد

ابو تراب کا عالم بے بدل ہونا

بعد امضاء مدت مدید ہمارا زخم خوردہ مولوی جو اپنے نام میں برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے پھر سسکا ہے۔ اور لا یعنی بکواس کی ہے ہم تو سمجھے تھے کہ یہ ناہنجار بشکل مار بعد مجروح ہونے ہماری ضرب شدید سے پھر اپنا مشجوج سر نہیں ہلائیگا۔ لیکن پرچہ اہل سنت والجماعت مطبوعہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۳ سے عیاں ہوتا ہے کہ ابھی اسمیں رمق حیات باقی ہے۔ ہمیں اب لکھنے کی چنداں حاجت نہیں تھی اور نہ ہی ہم متعامی اور متصامی شخص کیطرف ملتفت ہونا چاہتے تھے لیکن تاہم ہم نے بعض سادہ طبع لوگوں کے بوجہ عدم تعمق نظر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دھوکہ کہانے کے خوف سے مناسب سمجھا ہے کہ مجروح مولوی کے چیلنج ملمع شدہ کی حقیقت کو جو تا تھی ۔ دانت کہانے کے اور دکھانیکے اور کا حکم رکھتا ہے ۔ منکشف کردیں ۔

چیلنج ہذا ان کا کوئی جدید چیلنج نہیں بلکہ بارہا ایسے چیلنجوں پر منہ کی کہا چکے ہیں ۔ اور بار بار چیلنج دینے کیوجہ یہی ہے کہ وہ اپنی پہلی خفت کو مٹانا چاہتے ہیں ۔ اول تو انہوں نے مباحثہ راجہ ساہنسی میں شرائط کے مناظرہ میں جو ہزیمت اٹھائی تھی اُسکی خفت مٹانے کے لئے آتے ہی ایک مضمون بعنوان "مباحثہ راجہ ساہنسی میں مرزائیوں کی شکست فاش" شائع کیا ۔ جسکا دنداں شکن جواب احسار الفضل ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں شائع کر کے انکو بایں الفاظ چیلنج دیا گیا ۔ کہ "آخر میں مولوی صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیتا ہوں کہ میں ہر وقت اسی خط و کتابت کی رو سے جو موضع مذکور میں ہوئی مناظرہ کیلئے تیار ہوں ۔ اگر مولوی صاحب موصوف مناظرہ کرنیکی جرأت رکھتے ہیں تو آئیں اور مناظرہ کرلیں"

اسکے بعد مولوی صاحب جھنجلائے اور آگ بگولا ہو گئے کیونکہ یہ احمدی کی پہلی ضرب تھی جس سے بدحواس ہو گئے اور ۱۱ نومبر ۱۹۱۹ء کی تریاسار کے اخبار اہلسنت میں راجہ ساہنسی کے حالات کے متعلق وائے ہائے کی لیکن احمدی نے صید اصبولہ کے پر پھڑ پھڑانیکی کوئی پرواہ نہ کر کے اور یہ سمجھکر کہ ؎

اس ہائے وائے سے ہے بس اسکی یہی غرض
صیاد جان چھوڑ دے اپنے شکار کی

اسکے اوپر ۱۱ دسمبر ۱۹۱۹ء کے الفضل میں اچھی طرح گولہ باری کی ۔ اور درد انگیز تازیانہ رسانید پر عمل کر کے پھر مقابلہ کیلئے مدعو کیا اور لکھا ہے

"پھر ہمارے چیلنج مباحثہ کو منظور کرنیکی بجائے آگے سے چیلنج دیدیا ہے سو ہم آپکے چیلنج مباحثہ کو منظور کرتے ہیں ۔ اگر طاقت ہے تو آؤ اور مناظرہ کرلو"

پھر لکھا "اگر آپ میں مناظرہ کرنیکی طاقت ہے تو مناظرہ کرلیویں ۔ پس تاریخ اور جائے بحث سے اطلاع دیں ۔ اگر آپ مناظرہ کرنا پسند کرتے ہیں ۔ میرے خیال میں شہر بٹالہ موزوں ہے جو کہ فریقین کے درمیان ہے"

اسکے بعد مولوی صاحب پر قریباً تین ماہ تک بیہوشی کا عالم طاری رہا ۔ اور جب ہوش سکوت اختیار کیا ۔ پھر جب زخموں میں اندمال نظر آیا ۔ تو پھر ۱۱ ہستت مطبوعہ یکم مارچ ۲۰ء میں ایک مضمون بعنوان "بعنوان (مرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب کو چیلنج" نکالا ۔ پھر احمدی نے اخبار الفضل مطبوعہ ۱۸ مارچ ۲۰ء کے ذریعہ اپنا پہلا چیلنج یاد دلایا اور ۱۱ دسمبر کے الفضل میں جو چیلنج اور ثالث پر بحث کی تھی اسکا جواب طلب کیا ۔ لیکن اسکا کوئی جواب تاحال موصول نہ ہوا ۔ ورنہ انشاء اللہ ہو گا ۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ مولوی صاحب اسکا جواب نہیں دے سکتے ۔

ان ضروب ثلاثہ کے بعد جو الفضل کے ذریعہ مولوی صاحب کے سر پر پڑیں وہ ایسے بدحواس ہوئے کہ پھر انکو لکھنے کی طاقت نہ رہی ۔ بعد ازاں جب خلیفۃ المسیح الثانی کا امرتسر میں لیکچر ہوا ۔ تو مولوی صاحب کی حالت دیکھنے کے لئے کہ آیا زندہ ہیں یا مردہ انکی دوکان پر گیا ۔ آگے دیکھا تو طبابت کرتے نظر آئے ۔ وہاں پر کچھ گفتگو ہوئی ۔ جسکو انہوں نے اپنی اخبار میں درج کیا جسکا جواب بعنوان مولوی ابوتراب کی دروغ بیانیاں اخبار فاروق میں نکلا ۔ جب مولوی صاحب فاروق کے ذریعہ سے گرز پڑا تو چھ مہینے تک سر ہلانیکی طاقت نہ رہی ۔ اب پھر اسنے سر ہلایا ۔ اسکے سر ہلانیکی وجہ یہ ہوئی کہ مولوی صاحب بٹالہ میں ایک شادی پر تشریف لائے ۔ اور وہاں کے احمدیوں نے انکی طرف ایک رقعہ لکھا جسمیں مناظرہ کی دعوت دی

اور رقعہ میں مولوی صاحب کو عالم بے بدل لکھدیا جسکے جواب میں مولوی صاحب اخبار میں لکھتے ہیں

"پھر آپکا میری نسبت یہ لکھنا کہ آپ یعنی حکیم ابوتراب عالم بے بدل ہے مناظرہ کی نفی کرتا ہے کیونکہ جب میں عالم بے بدل و بے نظیر ہوں تو مرزائی عالم بالخصوص مرزا محمود صاحب مجھ سے مناظرہ نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ اگر وہ عالم ہے تو عالم بابدل بالنظیر ہے ۔ فانتفی البحث والمناظرۃ" مولوی صاحب کی خوش فہمی پر مجھے بہت تعجب آتا ہے ۔ انکو اپنی نسبت ایسا کیوں وہم ہوا ۔ انکو ان اوہام باطلہ و وساوس عاطلہ کا سدباب ذیل وجوہ سے ضرور نہیں ہونا چاہیئے ۔

پہلی وجہ اول انکو سوچنا چاہیئے تھا کہ وہ میرے حق میں عالم بے بدل کا لفظ کن معنوں میں استعمال کر رہے ہیں ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انہوں نے عالم بے بدل کی لفظ کو اس مفہوم میں جو مولوی صاحب کا مفہوم ہی نہیں لکھا ۔ جیسا کہ انکو مناظرہ کیلئے چیلنج دینا اسبات کو واضح کرتا ہے ۔ یہ لفظ تو مولوی صاحب کے اکسانے کے لئے بولا گیا ہے ۔ تاکہ مولوی صاحب میں مباحثہ کی جرأت ہو ۔ قاعدہ ہے کہ کمزور آدمی کو مقابلہ میں لانیکیلئے ایسے الفاظ بولے جایا کرتے ہیں ۔ جو جرأت دلانے والے ہوں ۔

دوسری وجہ مولوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ انکے عالم بے بدل لکھنے پر دیکھتے کہ آیا میں واقعہ میں عالم بے بدل ہوں یا نہیں ۔ جب آپ اپنے آپکو عالم بابدل سمجھتے ہیں ۔ تو مذکورہ بالا فقرات لکھنے مناسب نہیں تھے ۔ اور یہ سمجھ لینا چاہیئے تھا ۔ کہ مجھکو جو عالم بے بدل لکھا گیا تو کوئی اور وجہ اور ٹون میں لکھا گیا ہے ۔ کیونکہ کسی جاہل مطلق کو کہا جائے کہ جناب آپ تو علامہ ہیں ۔ یا غیر طبیب کو طبیب کہا جائے تو اس سے حقیقی معنے ہی مراد نہیں ہوتے ۔ کہ وہ واقعی علامہ ہے یا طبیب ہے ۔ اگر اس سے مخاطب جاہل اپنی آپکو علامہ سمجھ لے یا غیر طبیب اپنے آپکو طبیب سمجھ لے تو یہ اسکی خوش فہمی ہے کہنے والے کا وہ مطلب نہیں ہوتا

تیسری وجہ۔ تیسرے اسوجہ سے بھی آپکو مذکورہ بالا فقرات کا لکھنا شایان نہیں تھا کہ آپ عالم بے بدل تھے نہیں جیسا کہ آپ کے فقرہ "اور ہم اب بھی انکو کہتے ہیں۔ جہاں وہ چاہیں انتظام عام جلسہ کا کر کے بعد تصفیہ شرائط ہم سے مناظرہ کرلیں ہم تیار ہیں" سے ظاہر ہے۔ دو ہی صورتیں ہیں کہ آپ ان فقرات کا جو آپنے لفظ عالم بے بدل کے جواب میں لکھے ہیں اپنے آپکو مصداق سمجھا ہے۔ یا مصداق نہیں سمجھا۔ اگر مصداق سمجھا ہے تو پھر مناظرہ کا چیلنج دینا آپکو مشہور مثل "دروغگو را حافظہ نباشد" کا مصداق ٹھہراتا ہے۔ اگر نہیں سمجھا تو پھر آپکا وہ جواب صحیح نہیں ہے اور آپکو جاہل بناتا ہے۔ آپکا لکھنا کہ مینے یہ جواب مولوی عبدالرشید کے سامنے دیا تھا۔ اور انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو انکا آپکو جواب نہ دینا مشہور مثل "جواب جاہلاں باشد خموشی" کے مطابق تھا۔ کیونکہ آپ کے جواب سے آپکی جہالت ٹپکتی تھی۔

چوتھی وجہ۔ مولوی صاحب جبکہ عالم بے بدل نہیں تھے تو انکو چاہیئے تھا کہ وہ احمدیوں سے تحریری استفسار کرتے کہ آپنے مجھے عالم بے بدل کن معنوں میں لکھا ہے۔ آپ کو کیا معلوم کہ انہوں نے آپکو ان علماء میں سے جو کہ مسیح موعودؑ کے منکر ہو کر اور حدیث علماء ھم شر من تحت ادیم السماء اور آیت کمثل الحمار یحمل اسفارا کے مصداق ہیں عالم بے بدل قرار دیا ہو۔

پانچویں وجہ۔ ہو سکتا تھا کہ یہ لفظ غلطی سے لکھا گیا ہو۔ جیسا کہ آپ نے بھی اخبار میں عالم بے بدل کو کاٹکر اپنے ہاتھ سے عالم بابدل لکھا ہے۔ اور باوجود ریوائز کرنے کے پھر بھی الحق لا یعلو لکھا رہگیا ہے۔ جو آپ کو اس بات کیطرف توجہ دلاتا ہے۔ کہ لفظی غلطیوں پر جو لکھنے میں انسان سے ہو سکتی ہیں۔

مجرب دو امین طلب فرمائیں

۱۔ شربت فولاد۔ جو طاقت اور خون صالح پیدا کرتا ہے قوت ہاضمہ کو قوی کرتا ہے۔ اعضائے رئیسہ کو تقویت بخشتا ہے فی بوتل کلاں ۳؎

۲۔ شربت دافع قبض۔ قبض کو رفع کرتا ہے اور بلا کسی ضعف و کمزوری کے اجابت باسراحت روزانہ ہو جاتی ہے۔ کسی قسم کا پرہیز نہیں فی بوتل کلاں ۳؎

۳۔ چٹنی۔ نہایت خوش ذائقہ ہے۔ غذا کو ہضم کرتی اور اشتہا کو بڑھاتی ہے۔ فی سیر عہ

۴۔ بخار کی گولیاں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے بخار کو دور کر کے خون کو صاف کرتی ہیں۔ اور قبض نہیں ہونے دیتیں۔ فی درجن ۴ر

۵۔ حب قبض کشا۔ ہر قسم کی قبض کو دفع کرتی ہیں۔ اور بھوک لگاتی ہیں۔ فی درجن ۴ر

۶۔ علاوہ ازیں ایسے مایوس مریضوں کا جنکے اولاد نہیں ہوتی اور تمام عمر علاج کرتے کرتے گذر گئی اور پھر ناکام رہے۔ خدا کے فضل سے اگر وہ اپنا علاج مجھ سے شروع کر دیں تو انشاء اللہ اس قادر مطلق کے فضل سے اور مسیح موعودؑ کے صدقہ میں انکے گھر اولاد ہو گی مفصل حالات لکھکر بھیجدیں انکا علاج کیا جائیگا۔ اور کامیابی خدا کے فضل و کرم سے ضرور ہو گی۔ خدا کی ذات سے ناامید ہونا مومن کی شان نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس عاجز کے تیار کردہ شربت فولاد اور چٹنی کا استعمال فرمایا ہے۔ ہر دو ادویات کو مفید پاکر ارشاد کیا ہے کہ میری تیار کردہ ادویات کو حاجتمند ضرور استعمال کریں۔ میں اور دوائیں بھی تیار کرتا ہوں جنکی تفصیل مفصلہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کرنیپر معلوم ہو سکتی ہے۔ ادویات مندرجہ بالا سر بیہ التاثیر اور مفید تر ہیں۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر۔ حکیم نور احمد احمدی اینڈ کو
تاجران پٹینہ۔ اکولا۔ برار۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول کا بنایا ہوا۔

سرمہ ممیرا اور سرمہ سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے مینے حضرت مسیح موعودؑ کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا۔ آپنے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزاروں روپیہ کماتے ہیں مینے حضورؑ کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک میں اس سرمہ اور ممیرے کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کا مصدقہ ہے اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفہ اولؓ کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سرمہ کو استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامۃ نے اس کے متعلق فرمایا۔ برائے امراض چشم بسیار مفید است یہ سرمہ دستہ جالا۔ پھولا۔ پڑواکی۔ سباح اور سرخی چشم اور ابتدائی موتیا بند و دیگر امراض کیلئے مفید ہے قیمت سرمہ اول فیتولہ ۱؎ اصلی ممیرا کی قیمت فیتولہ ۱؎ یہ سرمہ جسکی آنکھیں دکھتی ہوں انکیلئے بہت مفید ہے اور مجرب اور مقوی بصر ہے خصوصاً طلبا کے لئے۔

سرمہ سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا ہے جسکی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضا نافع سرع مشتہی طعام قاطع بلغم ورياح دافع بواسیر و جذام و استسقاء زردی رنگ و تنگی نفس و دق سیخوخیت فاد بلغم و قاتل کرم شکم مفنت سدہ و گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل کے لئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود بہمراہ دودھ استعمال کریں قیمت قسم اول فیتولہ ۱؎

المشتہر۔ احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان۔